ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

وحی کی مبادیات و متعلقات کی تفہیم اور ان کے مابین فرق: تحقیقی جائزہ

Understanding the fundamentals and implications of revelation and the differences between them: a research review

☆عبدالعزیز: پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، گرین انٹرنیشنل یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Revelation, a concept of profound significance in religious, philosophical, and spiritual discourse, warrants a comprehensive examination of its fundamentals and implications. To discern the disparities between the basics and associated elements of revelation demands a thorough research appraisal. The study of the fundamentals of revelation delves into its mystical and religious underpinnings. It encompasses detailed analyses of inspiration, divine love, and spiritual principles. On the other hand, the discussion of implications explores various issues related to revelation, such as prophethood, scripture, and the attributes of prophets. A research review is crucial for a precise understanding of the fundamentals and implications of revelation. It elucidates which elements constitute the concept of revelation and what they signify. Furthermore, it enables the comprehension of discrepancies in the interpretations and meanings of revelation. Through a research review on the fundamentals and implications of revelation, one gains insights into the depths of its foundational and philosophical aspects. It allows for a better grasp of the meanings of revelation and a more profound understanding of associated issues.

Keywords: Revelation, Fundamentals, Implications, Understanding, Difference

تعارف

وحی، ایک متعین معنوں کا استعمال کرنے والا اصطلاح ہے جو عموماً دینی مفہومات میں استعمال ہوتا ہے۔ وحی کی مبادیات اور متعلقات کی تفہیم اور ان کے مابین فرق کو سمجھنا تحقیقی جائزہ کا اہم حصہ ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

وحی کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

وَقَدْ تَكَرَّرَ ذِكْرالْوَحْيِ فِي الْحَدِيثِ. ويَقَع عَلَى الكِتابة، وَالْإِشَارَةِ، والرّسالة، والإلْهام، وَالْكَلَامِ الخفِيّ.[1]

حدیث میں وحی کا بکثرت ذکر ہے، لکھنے، اشارہ کرنے، کسی کو بھیجنے، الہام اور کلام خفی پر وحی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

علامہ مجد الدین فیروز آبادی لکھتے ہیں:

الوَحْيُ: الإشارةُ، والكِتابَةُ، والمَكْتُوبُ، والرّسالَةُ، والإلْهامُ، والكَلامُ الخَفِيُّ، وكُلُّ ما أَلْقَيْتَهُ إلى غَيْرِكَ، والصَّوْتُ يَكُونُ في النَّاسِ وغَيْرِهِم،[2]

اشارہ، لکھنا، مکتوب، رسالہ، الہام، کلام خفی، ہر وہ چیز جس کو تم غیر کی طرف القاء کرواسے اور آواز کو وحی کہتے ہیں۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

وحی اس کلام کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرف نازل فرماتا ہے۔ الانباری نے کہا: اس کو وحی اس لیے کہتے ہیں کہ فرشتہ اس کلام کو لوگوں سے مخفی رکھتا ہے اور وحی نبی کے ساتھ مخصوص ہے جس کو لوگوں کی طرف بھیجا جاتا ہے، لوگ ایک دوسرے سے جو خفیہ بات کرتے ہیں وہ وحی کا اصل معنی ہے، قرآن مجید میں ہے:

وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا۔[3]

اور اس طرح ہم نے سرکش انسانوں اور جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنادیا جو خفیہ طور پر طمع کی ہوئی جھوٹی بات (لوگوں کو) دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے کو پہنچاتے ہیں۔

اور ابو اسحق نے کہاہے کہ وحی کا لغت میں معنی ہے: خفیہ طریقہ سے خبر دینا، اسی وجہ سے الہام کو وحی کہتے ہیں، ازہری نے کہاہے: اسی طرح سے اشارہ کرنے اور لکھنے کو بھی وحی کہتے ہیں۔

اشارہ کے متعلق یہ آیت ہے:

---

[1] ابن اثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد، نہایہ، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی ایران، (۱۳۶۴ھ)، ج ۴ ص ۱۶۳

[2] فیروزآبادی، علامہ مجد الدین، قاموس، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت، (۱۴۱۲ھ)، ج ۴ ص ۵۷۹

[3] الانعام: 112

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

فخرج علی قومہ من المحراب فاوحی الیھم ان سبحوا بکرۃ وعشیا. [4]

سوز کریا اپنی قوم کے سامنے (عبادت کے) حجرہ سے باہر نکلے پس ان کی طرف اشارہ کیا کہ تم صبح اور شام (اللہ کی) تسبیح کیا کرو.

اور انبیاء (علیہم السلام) کے ساتھ جو خفیہ طریقہ سے کلام کیا گیا اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

وما کان لبشران یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورای حجاب اویرسل رسولا فیوجی باذنہ مایشاء. [5]

اور کوئی بشر اس لائق نہیں کہ اللہ سے کلام کرے، مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے، یا کوئی فرشتہ بھیج دے جو اس کے حکم سے وہ پہنچائے جو اللہ چاہے۔

بشر کی طرف وحی کرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بشر کو خفیہ طور سے کسی چیز کی خبر دے، یا الہام کے ذریعہ، یا خواب کے ذریعہ، اس پر کوئی کتاب نازل فرمائے جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر کتاب نازل کی تھی، یا جس طرح سیدنا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قرآن نازل کیا اور یہ سب اعلام (خبر دینا) ہیں، اگرچہ ان کے اسباب مختلف ہیں۔ [6]

وحی کی صورتیں:

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: وحی کا اصل معنی سرعت کے ساتھ اشارہ کرنا ہے، یہ اشارہ کبھی رمز اور تعریض کے ساتھ کلام میں ہوتا ہے اور کبھی محض آواز سے ہوتا ہے، کبھی اعضاء اور جوارح سے ہوتا ہے اور کبھی لکھنے سے ہوتا ہے، جو کلمات انبیاء اور اولیاء کی طرف القاء کیے جاتے ہیں ان کو بھی وحی کہا جاتا ہے، یہ القاء کبھی فرشتہ کے واسطے ہوتا ہے جو دکھائی دیتا ہے اور اس کا کلام سنائی دیتا ہے، جیسے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کسی خاص شکل میں آتے تھے۔ اور کبھی کسی کے دکھائی دیئے بغیر کلام سنا جاتا ہے، جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا اور کبھی دل میں کوئی بات ڈال دی جاتی ہے۔ جیسے حدیث میں ہے: جبرائیل نے میرے دل میں بات ڈال دی، اس کو نفسث فی الروع کہتے ہیں اور کبھی یہ القاء اور الہام کے ذریعہ ہوتا ہے۔

جیسے اس آیت میں ہے:

---

[4] مریم:11

[5] الشوریٰ:51

[6] الزبیدی، علامہ مرتضیٰ، تاج العروس، مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ، مصر، (۱۳۰۶ھ)، ج۱۰ص۳۸۵،

واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ۔ [7]

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ ان کو دودھ پلاؤ۔

اور کبھی یہ القاء تسخیر ہوتا ہے، جیسے اس آیت میں ہے:

واو حٰی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون ۔ [8]

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ ڈالا کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور ان چھپریوں میں گھر بنا جنہیں لوگ اونچا بناتے ہیں۔

اور کبھی خواب میں القاء کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: نبوت منقطع ہوگئی ہے اور سچے خواب باقی رہ گئے ہیں۔ [9]

الہام کی تعریف:

اور علامہ تفتازانی نے الہام کا معنی یہ بیان کیا ہے:

الالھام المفسر بالقاء معنی فی القلب بطریق الفیض۔ [10]

دل میں بطریق فیضان کسی معنی کو ڈالنا، یہ الہام ہے۔

کسی خیر اور اچھی بات کا بلا نظر و فکر اور بلا کسی سبب ظاہری کے من جانب اللہ قلب میں القاء ہونے کا نام "الہام" ہے۔ جو علم بطریق حواس حاصل ہو وہ "ادارک حسی" ہے، اور جو علم بغیر کسی حس اور عقل کے حاصل ہو، من جانب اللہ بلا کسی سبب کے دل میں ڈالا جائے وہ "الہام" ہے۔ الہام محض وہب الٰہی ہے۔

کشف اور الہام میں فرق

"کشف" اگرچہ مفہوم کے اعتبار سے "الہام" سے عام ہے، لیکن کشف کا زیادہ تعلق امورِ حسیہ سے ہے اور الہام کا تعلق امورِ قلبیہ سے ہے۔

وحی اور الہام میں فرق

---

[7] القصص:7

[8] النحل:68

[9] اصفہانی، ابو القاسم حسین بن محمد، المفردات، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ، ایران، (۱۳۴۲ھ)، ص ۵۱۶۔۵۱۵ ملخصا،

[10] تفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر، شرح عقائد نسفی، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ص ۱۸

وحی نبوت، قطعی ہوتی ہے اور معصوم عن الخطاء ہوتی ہے اور امت پر اس کا اتباع لازم ہوتا ہے اور نبی پر اس کی تبلیغ فرض ہوتی ہے۔ جبکہ الہام ظنی ہوتا ہے اور معصوم عن الخطاء نہیں ہوتا، کیونکہ حضرات انبیاء کرام علیھم السلام معصوم عن الخطاء ہیں اور اولیاء کرام معصوم نہیں، اسی وجہ سے الہام دوسروں پر حجت نہیں اور نہ الہام سے کوئی حکم شرعی ثابت ہوسکتا ہے۔ حتیٰ کہ استحباب بھی الہام سے ثابت نہیں ہوسکتا۔

نیز علم احکام شرعیہ بذریعہ وحی انبیاء کرام علیم السلام کے ساتھ مخصوص ہے، اور غیر انبیاء پر جو الہام ہوتا ہے وہ یابشارت کی قسم سے ہوتا یا پھر تفہیم کی قسم سے ہوتا ہے۔ احکام پر مشتمل نہیں ہوتا جیسے حضرت مریم علیھاالسلام کو جو وحی الہام ہوئی وہ بشارت کی قسم سے تھی نہ کہ احکام کی قسم سے۔ اور بعض دفعہ وحیِ الہام کسی حکم شرعی کی تفہیم اور افہام کے لیے ہوتی ہے۔

الہام کے مراتب

جس طرح رویائے صالحہ میں مراتب اور درجات ہوتے ہیں کہ جو شخص جس درجہ صالح اور جس درجہ صادق ہے اسی درجہ اس کا رؤیا بھی صالحہ اور صادقہ ہوگا۔ اسی طرح الہام میں بھی مراتب ہیں جس درجہ ایمان اور جس درجہ کی ولایت ہوگی، اسی درجہ کا الہام ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ اگر میری امت میں کوئی محدث من اللہ ہے تو وہ عمر ہے[11]۔ سو جاننا چاہیے کہ یہ تحدیث من اللہ الہام کا ایک خاص مرتبہ ہے جو خواص اولیاء کرام کو حاصل ہوتا جو ان کی زبان سے نکلتا ہے، وہ حق ہوتا ہے اور صدق اور وحی الٰہی اس کی تصدیق کرتی ہے۔ بلکہ حق تعالیٰ کی مشیت یہ ہوتی ہے کہ حق کا ظہور اور صدور اسی محدث من اللہ کی زبان سے ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

حقیق علیٰ الا اقول علی اللہ الا الحق۔[12] یہ تحدیث مرتبہ فاروقی ہے۔ اسی کے اوپر مرتبہ صدیقیت اور اس سے اوپر مرتبہ نبوت ورسالت ہے۔

کشف اور علم لدنی

[11]بخاری،رقم الحدیث:3689
[12]الاعراف:105

کشف سے مراد پردے کا اٹھ جانا ہے۔ اِسی سے مکاشفہ ہے۔ بندہ جیسے جیسے نفس کی کدورتوں، رزائل اور کثافتوں سے پاک ہوتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے قلب کا تصفیہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کیفیت میں مومنین اور صالحین کو صفائے قلب نصیب ہوتا ہے اور دل کا آئینہ گناہوں کی گردوغبار سے اجلا ہو کر حق کی تجلیوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ قرآن مجید میں کشف کا لفظ کچھ اس معنی میں آیا ہے:

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ[13] o

حقیقت میں تُو اِس (دن) سے غفلت میں پڑا رہا سو ہم نے تیرا پردۂ (غفلت) ہٹا دیا پس آج تیری نگاہ تیز ہے۔

کشف کی اصطلاحی تعریف

امام جرجانی 'التعریفات' میں کشف کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هُوَ الْاِطِّلَاعُ عَلٰى مَا وَرَاءَ الْحِجَابِ مِنَ الْمَعَانِيِّ الْغَيْبِيَّةِ وَالْأُمُوْرِ الْحَقِيْقِيَّةِ وُجُوْدًا وَشُهُوْدًا.[14]

کشف سے مراد وہ علم ہے جو غیب کے معانی سے پردہ اُٹھا دے، جو حقیقت میں موجود ہوں اور ظاہر بھی ہوں۔

شیخ عبد الرزاق کاشانی 'لطائف الاعلام' میں بیان کرتے ہیں:

اَلْمُكَاشَفَةُ فِي الْعُرْفِ الْعَامِ: عِبَارَةٌ عَنْ كَشْفِ النَّفْسِ لما غَابَ عَنِ الْحَوَاسِ إِدْرَاكهُ.[15]

عرف عام میں مکاشفہ سے مراد نفس کا کشف کے ذریعے ایسی چیزوں کا ادراک کرنا ہے جن تک حواسِ خمسہ کے ذریعے رسائی ممکن نہ ہو۔

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"جب انسان مجاہدہ نفس کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دل کو اپنے ذمہ کرم پر لے لیتا ہے اور جب دل کے معاملات اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہوں تو اس پر رحمتوں کی بارش ہوتی ہے، دل نور سے جگمگا

[13] ق، 50: 22

[14] الجرجانی، علی بن محمد شریف، التعریفات، مکتبہ لبنان، 1: 237

[15] الکاشانی، عبد الرزاق، لطائف الأعلام فی اشارات اهل الالهام، المکتبۃ الصوفیہ، ج1، ص 324

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اٹھتا ہے، سینہ (انوارِ الٰہی کے لیے) کھول دیا جاتا ہے، اس پر غیبی اسرار ظاہر کر دیے جاتے ہیں، رحمتِ الٰہی کے سبب دل سے غفلت کا پردہ ہٹا دیا جاتا ہے، اشیاء کی حقیقتیں دل پر واضح ہو جاتی ہیں۔[16]

(i) عالمِ مثال اور ہمارے خواب

ہم جو کچھ خواب میں دیکھتے ہیں وہ عالمِ مثال ہی ہوتا ہے۔ وہ حقائق کی مثالی صورت ہوتی ہے۔ لہٰذا خواب میں جو چیز دیکھی اور سنی جاتی ہے اُس سے مراد من و عن وہ شے نہیں ہوتی بلکہ اُس کی تعبیر ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر اگر کسی نے خواب میں دودھ دیکھا تو اس کی تعبیر علمِ دین کا حصول ہو گا۔ اگر خواب میں نفس امارہ کی مختلف چیزیں دیکھے مثلاً کبھی بیت الخلاء نظر آئے، تو اُس سے مراد گندگی نہیں ہوتا بلکہ اُس کا اشارہ نفسانی غلاظت اور دنیا کی طرف کیا جارہا ہوتا ہے۔ کبھی اصطبل نظر آتا ہے، کبھی شراب نظر آتی ہے، کبھی افیون نظر آتی ہے، کیچڑ نظر آتا ہے اور کبھی ٹھہرا ہوا گندہ پانی نظر آتا ہے۔ اِس طرح کی چیزیں جو کچھ انسان دیکھتا ہے، وہ اُس کے نفس امارہ کی مختلف کیفیتوں کی مثالیں ہوتی ہیں۔

عالم مثال کی یہ شکلیں کبھی اُس کے حرص اور طمع پر، کبھی اُس کے بخل اور کنجوسی پر، کبھی اُس کی جہالت اور غفلت پر، کبھی سستی اور کاہلی پر، کبھی بغض و عناد پر اور کبھی اُس کے غیض و غضب پر دلالت کر رہی ہوتی ہیں۔ الغرض آدمی خواب میں یعنی عالم مثال میں جو مختلف اشیاء دیکھتا ہے وہ اُس کی نفسانی کیفیات کی عکاسی ہوتی ہیں۔ خواب میں جو کچھ بھی نظر آتا ہے وہی من و عن نہیں سمجھا جاتا بلکہ اُس کی تعبیر کی جاتی ہے۔

کبھی خواب میں ہاتھی نظر آتا ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اُس آدمی پر نفس کا غلبہ ہے اور وہ بہت زیادہ مغرور اور متکبر ہے۔ کبھی عالمِ رویا میں سانپ نظر آتا ہے تو اس کی تعبیر نفس کے اندر منافقت کا موجود ہونا ہے۔ اب مختلف خوابوں کی الگ الگ تعبیرات ہیں۔ دشمن بھی سانپ کی شکل میں نظر آتا ہے۔ اگر بچھو نظر آتا ہے تو اس کی تعبیر عذاب ہے۔ چڑیا، جوئیں، کھٹمل وغیرہ اور اس طرح کی دیگر اشیا نظر آتی ہیں تو یہ مکروہات کے ارتکاب اور ناپسندیدہ عادات کی علامت ہوتی ہیں۔

الغرض جو کچھ بھی خواب میں نظر آتا ہے وہ عالمِ مثال کی چیزیں ہوتی ہیں۔ جو دوسری چیزوں، کیفیات یا رجحانات پر دلالت کرتی ہیں۔ اِسی طرح کبھی بھیڑ، بکری نظر آئے گی تو یہ حلال جانور کی طرف اشارہ ہو گا۔ اس کی تعبیر ہے کہ خواب دیکھنے والے کی رغبت رزقِ حلال کی طرف ہے۔ اگر مچھلی، بطخ، مرغا، مرغی یا کبوتر نظر آئے، چونکہ یہ تمام

[16] غزالی، محمد بن محمد، احیاء العلوم، المدینۃ العلمیہ، کراچی، ج3، ص56

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

پاکیزہ جانور ہیں تو خواب دیکھنے والے کی رغبت حلال کی طرف ہونے پر دلالت ہے۔ یہاں سے پتہ چلے گا کہ اس کا نفس لوامہ ہو چکا ہے یا پھر لوامہ کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔

(ii)رؤیا اور احلام میں فرق

مذکورہ تمام خواب حقیقی (actual) رؤیاء کی مثالیں ہیں۔ اس کے برعکس آدمی جو مختلف چیزیں دیکھتا ہے کہ جن میں کوئی ربط نہیں ہوتا تو ایسے خواب منتشر خیالی کے باعث ہوتے ہیں۔ مثلاً کبھی آپ پر کوئی حملہ کر رہا ہے، آپ چیخ رہے ہیں، پریشان ہو رہے ہیں، کبھی دیکھتے ہیں کہ اچانک پانی میں کود گئے اور پھر اپنے آپ کو بستر پر موجود پا رہے ہیں۔ کبھی دیکھتے ہیں کہ الٹے لٹک گئے، کبھی گھوڑا آ گیا، کبھی شیر نے آپ کو پکڑ لیا، کبھی اچانک گھر میں بچوں کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں، کبھی سفر کر کے کہیں پہنچ گے اور کبھی دریا میں ڈوب گئے۔ یہ ساری چیزیں دن بھر کے خیالات کی پریشانی راتوں میں احلام بن کر پراگندہ خیالی کی شکل میں آتی ہے۔ یہ پراگندہ خیالی خواب (رویاء) نہیں بلکہ اَحلام کہلاتی ہے۔

{أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ} مَا لَا تَأْوِيْلَ لَهٗ.[17]

ایسے پراگندہ خیالات جن کی کوئی تاویل نہ ہو۔

اُنہیں خواب نہیں کہتے اور نہ ہی اُن کی کوئی تعبیر ہوتی ہے۔ یہ دیکھنے کے بعد صبح اٹھ کر اَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے۔

(iii)رویائے صالحہ وحی کا چھیالیسواں حصہ ہیں

رؤیائے صالحہ یعنی اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ ابو سلمہ کہتے ہیں خواب دیکھنے سے میری بخار کی سی کیفیت ہو جاتی تھی، البتہ میں چادر نہیں اوڑھتا تھا، حتیٰ کہ حضرت ابو قتادہ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے:

الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ.[18]

---

[17] بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ یوسف، 4: 1727، الرقم:4410

[18] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب الرؤیا، 4: 1771 رقم:2261

رؤیا (اچھا خواب) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حلم (برا خواب) شیطان کی طرف سے ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص ناگوار خوب دیکھے تو وہ بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے۔ پھر وہ خواب اسے ضرر نہیں دے گا۔

حضرت عبد اللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْئًا مِنَ النُّبُوَّةِ.[19]

اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔

یعنی اچھے خواب نبوت کا فیض ہیں۔ اِس پر ایمان رکھا جاتا ہے۔ رؤیا صالحہ کا مطلقاً انکار کرنا کفر ہے۔ قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب آنے کا ذکر موجود ہے اور اِسی طرح دیگر رؤیا صالحہ کا ذکر بھی موجود ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی کثرت سے رویاء صالحہ کا ذکر آیا ہے، بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نمازِ فجر کے بعد اچھا خواب بیان کرنے کا حکم دیتے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: هَلْ رَآى أَحَدٌ مِنْكُمْ الْبَارِحَةَ رُؤْيَا؟[20]

حضور نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: تم میں سے کسی نے گزشتہ شب کوئی خواب دیکھا ہے؟

صحابہ کرام ﷺ اپنے خواب سناتے اور حضور نبی اکرم ﷺ ان کی تعبیر بیان فرماتے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنے خواب مبارک بیان فرمائے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بھی خواب دیکھے ہیں۔

---

[19] بخاری، الصحیح، کتاب التعبیر، باب الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ وأربعین، 6: 2564، رقم: 6588

[20] بخاری، الصحیح، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیا بعد الصلاۃ الصبح، 6: 2583 رقم: 6640

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ.

نبوت کا کوئی جزو سوائے مبشرات کے باقی نہیں رہا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.[21]

نیک خواب:

ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ. قَالَ: فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ. فَقَالَ: لٰكِنِ الْمُبَشِّرَاتُ. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: رُؤْيَا الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ.[22]

نبوت ورسالت ختم ہو گئی ہے، اس لیے میرے بعد کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ بات لوگوں پر گراں گزری (کہ اب سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن مبشرات باقی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے (نیک) خواب، اور یہ نبوت کی خصوصیات کا ایک جزو ہے۔

کرامت کی تعریف:

کرامت کی یہ تعریف ہے کہ ولی سے کوئی ایسا کام صادر ہو جو خرق عادت (خلاف معمول) ہو اور اس کے ساتھ دعویٰ نبوت مقارن اور متصل نہ ہو، پس جو خرق عادت اس شخص سے صادر ہو جو مومن اور صالح نہ ہو اس کو استدراج کہتے ہیں اور جو خرق عادت مومن اور صالح سے صادر ہو اور اس کے ساتھ دعویٰ نبوت بھی مقارن اور متصل ہو اس کو معجزہ کہتے ہیں، اور کرامت کے حق ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اس قسم کے خرق عادت افعال صحابہ کرام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں خصوصاً ان میں خرق عادت کی قدر مشترک تواتر سے ثابت ہے اگرچہ الگ الگ وہ افعال خبر واحد سے ثابت ہیں،

---

[21] بخاری، الصحیح، کتاب التعبیر، باب المبشرات، 6: 2564، رقم: 6589

[22] أحمد بن حنبل، المسند، 3: 267، رقم: 13851

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

نیز قرآن مجید میں ذکر ہے کہ حضرت مریم کے پاس بے موسمی پھل آتے تھے، اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے صاحبنے تخت بلقیس کو لا کر حاضر کیا۔

نیز لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے صاحب آصف بن برخیاء نے مسافت بعیدہ سے پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس الکر حاضر کر دیا اور حضرت مریم کے متعلق قرآن مجید میں ہے:

(آل عمران:۳۷) جب بھی زکریا ان کے حجرے میں جاتے تو ان کے پاس (بے موسمی) رزق پاتے، وہ پوچھتے اے مریم! تمہارے پاس یہ (بے موسمی) رزق کہاں سے آیا تو وہ کہتیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے۔

اسی طرح بہ کثرت اولیاء سے پانی پر چلنا مقتول ہے اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور لقمان سرخسی سے ہوا میں اڑنا منقول ہے اور حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء (رض) نے پتھر کی تسبیح کو سنا، اور اصحاب کہف کے کتے نے اصحاب کہف سے کلام کیا، اور روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ایک شخص گائے کو لے جا رہا تھا پھر وہ اس پر سوار ہو گیا تو گائے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھ کر کہا میں اس کے لیے نہیں پیدا کی گئی میں تو کھیت میں ہل چلانے کے لیے پیدا کی گئی ہوں ‘لوگوں نے کہا سبحان اللہ گائے نے کلام کیا! تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میں اس پر ایمان لایا ‘اسی طرح روایت ہے کہ حضرت عمر نے مدنیہ میں منبر پر کہا اور ان کا لشکر اس وقت نہاوند (ایران میں ہمدان اور کرمان کے درمیان ایک مشہور شہر) میں تھا۔ انہوں نے لشکر کے امیر سے کہا اے ساریہ! پہاڑ کی اوٹ میں ہو جا ‘پہاڑ کی اوٹ میں ہو جا ‘کیونکہ جس جگہ وہ تھے وہاں دشمن کا خطرہ تھا ‘اور اتنی دور سے حضرت ساریہ کا یہ کلام سننا ان کی کرامت ہے ‘اسی طرح حضرت خالد بن ولید نے زہر پی لیا اور ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ‘اور حضرت عمر کے خط ڈالنے سے دریائے نیل جاری ہو گیا۔[23]

وحی، کشف اور الہام کا حکم شرعی

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی وحی اور الہام کی حجیت پر تو کوئی کلام نہیں، ان کا تو خواب بھی حجت قطعیہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محض خواب کی بناء پر بیٹے کے ذبح کا ارادہ فرمایا جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مدح اور توصیف فرمائی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ انسان کا خواب وحی نہیں ہوتا، نہ ہی اس سے کوئی حکم شرعی ثابت ہوتا ہے۔ البتہ اولیاء اللہ کے کشف والہام میں کلام ہے کہ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ کشف و الہام کا حکم یہ ہے کہ اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور قواعد شرعیہ کے خلاف نہ ہو تو اس پر عمل کرنا جائز ہے، واجب نہیں اور اور جو

[23] تفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر، شرح عقائد نسفی، مطبوعہ کراچی، ص۱۰۶-۱۰۵

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

الہام کتاب وسنت اور شریعت کے خلاف ہو اس پر عمل کرنا بالاجماع جائز نہیں۔ کیونکہ وہ الہام نہیں بلکہ شیطانی وساوس سے اس کا تعلق ہے۔ الہام کے صادق وکاذب ہونے کا معیار ہی یہی ہے کہ وہ کتاب وسنت کے موافق ہے تو صادق ورنہ کاذب ہے۔ یہی اسلاف کا طریق چلا آرہا ہے۔

خاتمہ

وحی کی مبادیات اور متعلقات کا تحقیقی جائزہ لازمی ہے تاکہ دینی اور فکری تجارب کو سمجھا جاسکے۔ یہ تجربات انسانی تاریخ کا اہم حصہ ہیں اور ان کا جائزہ لینا اہم فہمیہ اور دلچسپ مسئلہ ہے۔